مستورات سے خطاب

(۱۹۴۳ء)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مستورات سے خطاب

(تقریر فرمودہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۳ء برموقع جلسہ سالانہ۔قادیان)

تشہّد ،تعوّذ ،سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکوثر کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جیسا کہ جماعت کے بھائی بہن اخبارات کے ذریعہ واقف ہیں گزشتہ مئی سے میری طبیعت بہت خراب چلی آتی ہے کھانسی اور گلے کی خرابی کی وجہ سے مَیں اچھی طرح بول نہیں سکتا اِس وجہ سے آج مَیں مستورات کے جلسہ میں صرف تھوڑی دیر بولنے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ اِسی طرح مردوں میں جو تقریر ہوگی وہ بھی گزشتہ سالوں کی نسبت مختصر کرنی پڑے گی ۔ چونکہ مردوں کے جلسہ کی تقریر اَب لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ عورتیں بھی سُن سکتی ہیں اِس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس تیسری تقریر کی کوئی خاص ضرورت نہیں مگر چونکہ فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں میں مقابلہ کی روح پیدا کی ہے اِس لئے اُن کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے چند منٹ بولنے کے لئے یہاں آ گیا ہوں ۔

پیشتر اِس کے کہ مَیں اس سورۃ کے متعلق بیان کروں ناظماتِ جلسہ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ میرے پاس شکایت آئی ہے کہ سٹیج پر بیٹھنے والی عورتوں میں چائے تقسیم ہوتی ہے جس پر دوسری عورتیں بُرا مناتی ہیں ۔ میرے نزدیک سٹیج پر بیٹھنے والی بہنوں کو اپنی دوسری بہنوں کے احساسات کا خیال رکھنا چاہئے اور آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہئے ۔ اگر پہلے اِس قسم کی کوئی غلطی ہوتی رہی ہے تو آئندہ اس سے اجتناب کیا جائے ۔ بھوک اور پیاس ایسی چیزیں ہیں کہ سٹیج پر بیٹھنے والیوں کو ویسی ہی بھوک اور پیاس لگتی ہے جیسی کہ نیچے بیٹھنے والیوں کو ۔ وہ عورتیں جو نیچے

بیٹھی ہوئی ہیں جب وہ باوجود تنگ اور سمٹ کر بیٹھنے کے اور دھوپ میں ہونے کے بھوک اور پیاس کو روک سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ سٹیج والیاں روک نہیں سکتیں؟ ہاں بیمار اِس سے مستثنیٰ ہیں۔ اِکّا دُکّا بیمار ہوتی رہتی ہیں مگر یہ خیال کرنا کہ سب یہاں بیمار بیٹھی ہیں غلط ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی بیمار ہے۔ مثلاً اُس کا دل کمزور ہے تو اُس پر رحم کرنا چاہئے نہ کہ اعتراض۔ بہر حال مستورات کے سٹیج کے متعلق موجودہ نظام درست نہیں۔ اِس سلسلہ میں مَیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ سٹیج کا نظام قابلِ اصلاح ہے۔ مردوں کے سٹیج پر کسی کو اِس لئے جگہ نہیں دی جاتی کہ وہ مالدار ہے یا کسی اونچے طبقے سے تعلق رکھتا ہے وہاں صرف اُن کو جگہ دی جاتی ہے کہ جو بیرونی جماعتوں کے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری ہیں اور اُن سے اُمید کی جاتی ہے کہ جب وہ اپنے گھروں کو واپس جائیں گے تو جماعتوں کو یہاں کے حالات سُنائیں گے سوائے اُن کے جو غیر احمدی ہوتے ہیں یا بیمار یا اونچا سُننے والے کہ وہ اِس سے مستثنیٰ ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں مستورات میں بھی ایسا ہی نظام ہونا چاہئے۔ مختلف انجمنوں کی پریذیڈنٹ اور سیکرٹریوں کو بیٹھنے کا موقع دیا جائے یا مرکزی انتظام جن کے سپرد ہوں وہ بیٹھ سکتی ہیں یا غیر احمدی جو باہر سے آتی ہیں وہ اتنی تکلیف برداشت کرسکتی ہیں اور یا پھر وہ بیٹھ سکتی ہیں جو معذور ہوں جو زمین پر زیادہ دیر نہ بیٹھ سکتی ہوں۔ اِسی طرح جلسہ گاہ کے آخر میں بنچ لگا دیئے جائیں تا کہ بیمار اور معذور عورتیں بیٹھ سکیں۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ لجنہ اِس بات کو نوٹ کرلے گی اور آئندہ سال اِس قانون پر عمل کیا جائے گا۔

صرف لجنات کی پریذیڈنٹ، سیکرٹری یا بیمار یا پھر غیر احمدی عورتوں اور منتظمات کو ہی سٹیج پر جگہ دی جائے۔ جن کو اِن قواعد کے ماتحت بیٹھنے کا موقع نہ مل سکتا ہو آئندہ وہ نیچے بیٹھا کریں۔

(اِس موقع پر افسر صاحب جلسہ سالانہ کی طرف سے رُقعہ پیش کیا گیا کہ کل اور آج سٹیج پر کھانا نہیں کھایا گیا اور نہ ہی چائے تقسیم ہوئی ہے۔ فرمایا)

یہ خوشی کی بات ہے کہ اِس دفعہ کھانا نہیں کھایا گیا۔ مگر اِس قسم کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو کام انسان خدا کی خاطر کرتا ہے اُس پر جو اعتراض کئے جائیں وہ انسان کو بخوشی برداشت کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کرنے والا اعتراضوں پر خوش ہوتا ہے نہ کہ ناراض۔ پس اعتراض ایک کان سے سُننے چاہئیں دوسرے سے نکال دینے چاہئیں۔ دین میں خدا کی

خاطر گالیاں سُننے سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ سچا احمدی تو وہی ہے جو خدا کی خاطر اعتراضوں کو برداشت کرتا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں کسی دوست نے ایک نیک تحریک جاری کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اُن سے پوچھا گیا کہ کام کیسا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ اچھا کام نظر نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو پسند نہیں کیونکہ نہ کسی نے گالی دی اور نہ اعتراض کیا۔ تو خدا کی خاطر جو تحریک ہوتی ہے اس پر ضرور اعتراض ہوتے ہیں اُن پر بُرا نہیں منانا چاہئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ کہنے لگے کہ مبارک ہو یہ تحریک مبارک ہے۔ گالیوں سے بھرا ہوا ایک خط آیا ہے۔ تو خدا کی خاطر اعتراضات کو برداشت کرنا حقیقی قومی ترقی کی روح ہے۔ اعتراضات کا فوراً جواب دینا تُھڑ دِلی کی علامت ہے۔

مولوی بُرہان الدین صاحب سِلسلہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ بڑا شاندار استقبال ہوا لیکن وہاں دشمنوں نے گالیاں بھی دیں۔ جب حضور واپس آنے لگے تو لوگ پتھر مارنے لگے، پتھروں کی کثرت کی وجہ سے گاڑی کی کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔ مولوی صاحب بیچارے بوڑھے آدمی تھے، وہ ان لوگوں کے قابو چڑھ گئے کبھی داڑھی کھینچتے، کبھی مکّے مارتے، کبھی دھکّے دیتے وہ چلتے جائیں اور کہتے جائیں ''سُبْحَانَ اللّٰہِ ساڈیاں ایسیاں قِسمتاں کِتھوں'' آخر لوگوں نے پکڑ کر اُن کے منہ میں گوبر ڈال دیا تو کہنے لگے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ ساڈی قسمت وچ ایہہ نعمتاں کِتھوں'' تو مؤمن پر دین کی وجہ سے جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ اُس کی نجات کا موجب ہوتا ہے اِس سے اُسے گھبرانا نہیں چاہئے۔

حضرت ابوطلحہؓ رسولِ کریم ﷺ کے عزیز صحابی تھے۔ جنگِ اُحد میں جب حضور چند دوستوں کے ساتھ اکیلے رہ گئے تو حضرت ابوطلحہؓ حضورؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور حضورؐ کے منہ کے سامنے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ دشمن نے اِس قدر تیر پھینکے کہ اُن کا ہاتھ شَل ہو گیا[1] کئی سال کے بعد کسی نے اُن کا ہاتھ دیکھا تو کہا ''ٹُنڈا''۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا کہ میرے لئے تو ساری برکتوں کا موجب یہ ہاتھ ہے۔ جنگ اُحد میں جب رسولِ کریم ﷺ پر دشمن نے وار کیا تو مَیں

نے یہ ہاتھ حضور کے منہ کے آگے رکھ دیا۔ وار ہؤا تو میرا ہاتھ چھلنی ہو گیا۔کسی نے پوچھا آپ کو درد نہیں ہؤا تھا؟ کہنے لگے اُس وقت تو میرے منہ سے سی تک نہیں نکلی۔ درد تو ہوتا تھا مگر مَیں اِس ڈر کے مارے کہ کہیں میرا ہاتھ نہ ہِل جائے، رسولِ کریم ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے سی تک نہیں کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گالیاں کھانا، ماریں کھانا اور بے عزتی برداشت کرنا رُتبہ حاصل کرنا ہے۔

اَب میں اختصار کے ساتھ اس سورۃ کے متعلق جو مَیں نے ابھی پڑھی ہے کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اِس سورۃ میں فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ [۲] ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمائی۔ کوثر کے معنی ہیں کثرتِ بھلائی اور ایسا شخص جو بہت صدقہ و خیرات کرنے والا ہو[۳] پس اِس کے معنے یہ ہوں گے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جو دنیا کی نعمت ہو سکتی ہے آپ کو دی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سورۃ ایسے وقت میں نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت کم لوگ تھے۔ آپؐ کے ملنے جُلنے والے، رشتہ دار، عزیز سب مخالف تھے۔ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، دشمن اتنے طاقتور تھے کہ کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے گا اُس وقت اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے تجھ کو ہر نعمت بڑی تعداد میں دی ہے۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے جبکہ مسلمان بہت تھوڑی تعداد میں تھے۔ اُن کے لئے گلیوں میں چلنا پھرنا بھی مشکل تھا۔ خدا تعالیٰ نے اُس وقت رسولِ کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ ہم تجھے بہتات دیں گے اور ترقی دیں گے۔ حضرت عمرؓ اُس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ ایک دن وہ گھر سے اس امر کا ارادہ کر کے نکلے کہ مَیں (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) رسول اللہ ﷺ کو قتل کروں گا۔ راستے میں کسی نے پوچھا عمر! یہ تلوار لگائے کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارنے جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا تمہارے بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں پہلے اُن کو قتل کرو۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہیں! یہ بات ہے! حضرت عمرؓ لوٹے اور اپنی بہن کے گھر کی طرف چلے۔ اُن کا دروازہ بند تھا وہ کسی سے قرآن سُن رہے تھے۔ انہوں نے جاتے ہی دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے جواب دیا ٹھہرو کھولتے ہیں۔ اوّل تو گھر کا دروازہ بند ہونا ہی بہت بڑی بات تھی پھر اُن کا یہ کہنا کہ ٹھہرو کھولتے

ہیں حضرت عمرؓ کا شُبہ بہت بڑھ گیا۔ پوچھا کہ دروازہ کیوں بند کیا تھا؟ کہنے لگے یونہی۔ حضرت عمرؓ نے کہا تمہاری آوازیں آ رہی تھیں اور آگے بڑھ کر بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ اُن کی بیوی خاوند کی محبت کی وجہ سے برداشت نہ کر سکیں، آگے آ کر کھڑی ہوگئیں۔ کہنے لگیں کہ مارنا ہے تو مجھے مارو مَیں تمہاری بہن ہوں ان کو کیوں مارتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا ہوا تھا اور وہ آگے کی طرف حرکت کر رہا تھا رُک نہ سکا اور پُورے زور کے ساتھ اُن کی بہن کے منہ پر لگا اور ناک سے خون بہنے لگا۔ ایک بہادر آدمی کے لئے یہ چیز پریشان کر دینے والی تھی۔ بہن کا خون دیکھ کر اُن کا غصہ اُتر گیا اور کہنے لگے بہن معاف کرنا غلطی ہوگئی۔ جب دیکھا کہ بہن کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا تو کہنے لگے اچھا وہ جو سُن رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ بہنوئی تو کچھ ڈرے مگر وہ صحابی جو قرآن سُنا رہے تھے جوش سے باہر نکلے کہ عمر جیسا انسان قرآنِ شریف سُننے کے لئے تیار ہے۔ حضرت عمرؓ نے ورق کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ ان کی بہن نے ورق ہاتھ سے چھین لیا اور کہا کہ ناپاک ہاتھ نہ لگاؤ پہلے غُسل کرو اور پھر اِس پاک کلام کو ہاتھ لگاؤ۔ ندامت اور شرمندگی تھی، نہائے۔ اِس کے بعد ایک آیت پڑھی تو دل نرم ہؤا، دوسری پڑھی اَور نرم ہؤا، تیسری پڑھی تو اَور حالت ہوئی، چوتھی پڑھی تو اور پانچویں پڑھی تو دل کی حالت اَور ہوئی، چھٹی پڑھی تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سورۃ ختم ہوئی تو خاموشی سے اُٹھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ اُن کا بھی دروازہ بند تھا دستک دی۔ کسی نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا عمر بن الخطّاب۔ عمر مکہ کے بہادر اور لڑاکے آدمی تھے۔ صحابہؓ نے آواز سُنتے ہی عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! عمر لڑاکا آدمی ہے دروازہ نہ کھولنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کھول دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بہت بہادر سپاہی تھے اُنہوں نے کہا دروازہ کھول دو مَیں دیکھوں گا عمر کس طرح گستاخی کا معاملہ کرتا ہے۔ عمر مجرموں کی طرح داخل ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عمر کس طرح آئے ہو؟ کہنے لگے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! آپؐ کا غلام ہونے آیا ہوں۔ صحابہؓ نے سُنتے ہی اِس قدر زور سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا کہ مکّہ گونج اُٹھا[۴] تو مسلمان اتنے تنگ تھے کہ کھلے بندوں نماز تک نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد! ﷺ مَیں تجھے ہر چیز کی کثرت دوں گا اِتنی قومیں تیرے مذہب میں داخل ہوں گی

کہ گنی نہ جاسکیں گی۔ یہ غریب اور کنگال لوگ اتنے مالدار ہو جائیں گے کہ اِن کے مال کا کوئی حساب نہ ہو سکے گا۔ وہ بات کس رنگ میں پُوری ہوئی۔ فتح مکّہ کے موقع پر رسول کریم ﷺ دس ہزار قدّوسیوں سمیت مکّہ میں داخل ہوئے۔ ابوسفیان نے دُور سے لشکر دیکھا اور دیکھ کر کہا کہ یہ کونسا لشکر ہے؟ اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ فلاں قبیلہ کا ہے اُس نے کہا کہ نہیں ان کے پاس اس قدر لشکر کہاں۔ اس کے ساتھیوں نے تمام بڑے بڑے قبائل کا نام لیا۔ اُس نے کہا کسی کے پاس بھی اتنا لشکر نہیں۔ پھر انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں گے۔ ابوسفیان نے جواب دیا مَیں ابھی اُن کو مدینہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے ہو سکتے ہیں۔[5] تو آپؐ کے پاس اتنا بڑا لشکر تھا کہ عرب کی کسی قوم کے پاس اتنا بڑا لشکر نہیں تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ آپؐ ایک دوست کے ساتھ مکّہ سے تن تنہا نکلنے کیلئے تیار ہوئے اُس وقت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تجھے غریب وکنگال کہتے ہیں ہر چیز کی تجھے اِتنی کثرت ملے گی کہ اس کا شمار نہ ہوگا۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ۔ ہم نے تجھے کثرت دی اور برکت دی، اعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں عطا کیں، خیر کثیر میں قرآنِ کریم بھی شامل ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی سب کتابیں ہیچ ہیں۔

ہزاروں لاکھوں کتابیں دنیا میں تصنیف کی گئی ہیں۔ ہندوستان اور بیسیوں مُلکوں میں کُتب موجود ہیں۔ ہندوستان ایک غریب ملک ہے اور پنجاب ایک غریب صوبہ ہے مگر صرف اسی کے کتب خانوں میں لاکھوں کتابیں موجود ہیں۔ اسی طرح دنیا میں ہزاروں لائبریریاں ہیں اور ان میں لاکھوں کتابیں موجود ہیں اور اِس سے پہلے کروڑوں کتابیں لکھی گئیں اور تباہ ہو گئیں۔ بعض کتابیں ایسی ہیں کہ اُن کی سَو سَو جلدیں ہیں مگر ان سب کتابوں کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چھوٹی سی کتاب ملی جسے لوگ حفظ بھی کر لیتے ہیں مگر اس کے نور اور اس کے عرفان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر وسیع معانی ومفہوم رکھتا ہے۔ اِس کی ایک آیت کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی کتاب ہیچ ہے۔ زبان اتنی شیریں ہے کہ بڑے سے بڑا ماہر اِس کو سُن کر دنگ رہ جاتا ہے۔ عرب میں سات بڑے شاعر ہوئے جن کے قصیدے سونے کے حروف سے لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازوں پر لٹکائے گئے۔ اُن میں سے ایک شاعر لبید مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ انہیں بُلایا اور کہا کوئی اچھا سا شعر سُنائیں۔

انہوں نے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ پڑھ کر سنانا شروع کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ اچھے شاعر ہیں! انہوں نے کہا اے خلیفۃ الرسولؐ! کیا قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شعر کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے[۶]؟ اس کے مقابلے میں تو دنیا کی ساری شاعری ختم ہوگئی۔

عرب کا ایک دہریہ شاعر تھا بادشاہ بھی دہریہ تھا۔ اُس نے کہا کہ تمہاری ہمیشہ مسلمانوں سے بحث ہوتی رہتی ہے تم کیوں کوئی ایسی آیت نہیں لکھ دیتے جو مسلمانوں کے قرآن کے مقابلہ میں پیش کر دیں۔ شاعر نے کہا ہم لوگ کھانے پینے کے محتاج ہیں لوگوں کی تعریف کرتے ہیں اگر آپ کھانے پینے کا سامان کر دیں تو پھر لکھوں۔ بادشاہ نے کہا کیا چاہیئے؟ اُس نے کہا ایک باغ ہو، لونڈیاں ہوں، ہر قسم کا سامان موجود ہو اور چھ مہینے کی مُہلت دی جائے۔ چھ مہینے بادشاہ اِس خوشی میں بیٹھا رہا کہ اب مسلمانوں کے مقابلہ کی سورۃ تیار ہو جائے گی۔ جب چھ مہینے گزر گئے۔ پوچھا تیار ہوگئی؟ کہنے لگا نہیں۔ بادشاہ کو سخت غصہ آیا کہ لاکھوں روپیہ اِس نے کھا لیا پھر کہتا ہے کہ نہیں تیار ہوئی۔ وہ کہنے لگا اے بادشاہ! مَیں نے اپنی کوشش میں کمی نہیں کی۔ اِس بات کا ثبوت آپ اندر جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ کاغذوں کا ڈھیر لگا ہؤا ہے۔ وہ کہنے لگا قرآن کی مثال جب مَیں لکھنے لگتا تھا تو میری قلم رُک جاتی تھی۔ مجھے تو ہر قدم پر شرمندگی اور ذلّت اُٹھانی پڑی ہے۔

تو قرآن اتنی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ تمام انسانی ضرورتوں کا علاج اور ہر قسم کی ہدایات اِس میں موجود ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن ایسی نعمت بنائی ہے کہ اس میں تمام انسانی ضرورتوں کا بیان ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے تجھے ہر چیز کی کثرت دی ہے۔

ہم بچے تھے تو ایک قصّہ پڑھا کرتے تھے کہ عمر عیّار کے پاس ایک زنبیل تھی جس میں سب کچھ نکل آتا تھا۔ کھانا ہوتا تو اِس میں سے اعلیٰ قِسم کے کھانے نکل آتے۔ مقابلہ کے لئے لشکر، ہاتھی، گھوڑے سب کچھ نکل آتا۔ وہ تو ایک کہانی تھی مگر اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ قرآنِ کریم ایسی زنبیل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی کہ دنیا کی کوئی حاجت، کوئی سوال عقلی اور نقلی ایسا نہیں جس کا کامل جواب اس میں موجود نہ ہو۔

اچھی باتوں کی تعریف، بُری باتوں کا ردّ، عورت اور مرد کے تعلّقات، صلح اور جنگ کے

احکام، شادی بیاہ کے احکام، تجارت اور اقتصاد کے احکام، لین دین کے معاملات، غرض کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے متعلق سوال کیا جائے اور اس کا جواب اِس میں موجود نہ ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی چیز ملی کہ اِس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔

مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا تجربہ کیا ہے مَیں کہتا ہوں کہ کوئی شخص ایسی بات پیش کرے جس کا جواب قرآن کریم میں موجود نہ ہو مگر آج تک کوئی ایسی بات پیش نہیں کر سکا۔

ایک دفعہ کوئی غیر احمدی مولوی آیا اور کہنے لگا مرزا صاحب کی سچائی قرآن کی آیت سے بتائیں۔ مَیں نے کہا مرزا صاحب کی سچائی ہر آیت سے ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ کہنے لگا اچھا اس آیت سے ثابت کریں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ [2] مَیں نے کہا یہ آیت ہمیشہ کیلئے ہے یا صرف اِس زمانہ کیلئے؟ کہنے لگے ہمیشہ کے لئے۔ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ قرآن کی موجودگی میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو منہ سے تو کہیں گے کہ ہم قرآن پر یقین رکھتے ہیں مگر وہ مسلمان نہیں ہوں گے۔ اگر اُمّتِ محمدیہ میں سب نیک لوگ ہی پیدا ہوتے تو پھر نبی کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن اگر اُمّتِ محمدیہ نے بگڑ جانا تھا تو اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے مأمور کی یقیناً ضرورت تھی۔ چنانچہ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ یہی بتاتا ہے کہ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو منافق ہوں گے جو منہ سے تو کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں مگر دل سے نہیں ہوں گے۔ تو ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص ہو جو اُن کو حقیقت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمّت بنائے۔ تو بعض دفعہ ایسا خدائی تصرف ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے منہ سے بھی تائید کرا دیتا ہے۔

ایک دفعہ ایک پادری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا۔ اِس بات پر بحث ہو رہی تھی کہ عربی زبان مختصر ہے کہ انگریزی۔ آپ نے فرمایا اچھا ''میرا پانی'' اِس کی انگریزی کیا ہے؟ کہنے لگا ''مائی واٹر'' (MY WATER) حضرت صاحب نے فرمایا عربی میں صرف ''مائی'' کا لفظ کہنا کافی ہے۔ اِس پر وہ شرمندہ ہو گیا۔ تو یہ خدائی تصرّف تھا کہ خدا نے آپؑ کے منہ سے ایسا ہی لفظ نکلوا دیا جو عربی میں اپنے اندر اختصار رکھتا تھا۔

تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے کوثر دی۔ کیا بلحاظ اس زمانہ کے آپؐ کے ماننے والے ساری دنیا میں پیدا ہو گئے۔ یہ خدائی طاقت ہے کہ اُس نے آپؐ کے ماننے والے ساری دنیا میں پھیلا دیئے۔ ہم اتنے عرصہ کے بعد بھی یہاں بیٹھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔

تیسرے معنی اِس زمانہ کے متعلق ہیں یعنی مَیں تم کو ایسا آدمی دینے والا ہوں جو بہت بڑا سخی ہوگا اور کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والا ہوگا۔ رسولِ کریم ﷺ اِس زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مسیح موعود لوگوں میں روپیہ تقسیم کرے گا مگر لوگ ردّ کر دیں گے۔[8] لوگ غلطی سے اِس کے معنی سونے چاندی کے لیتے ہیں حالانکہ سونے چاندی کو کوئی ردّ نہیں کیا کرتا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے کسی کو رات کے وقت صدقہ دیا۔ وہ چور تھا جسے اُس نے صدقہ دیا۔ چور نے ایک اور آدمی کے ہاتھ پر رکھ کر کہا کہ کوئی بیوقوف مجھے خود یہ روپیہ دے گیا ہے۔ صبح کو اُس نے اس کی ہنسی اُڑائی کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ دوسرے دن اُس نے پھر صدقہ دیا وہ کوئی فاحشہ عورت تھی۔ لوگوں نے اُس کی ہنسی اُڑائی کہ ایسی عورت کو صدقہ دیا جس کا روپیہ فحش اور بدکاری میں صَرف ہوتا ہے۔ تیسرے دن اُس نے پھر ایک اور آدمی کے ہاتھ پر سَو پچاس روپیہ رکھ دیا۔ وہ کوئی امیر کبیر آدمی تھا تو صبح کو شور پڑ گیا کہ ایک امیر کبیر آدمی کو صدقہ دیا گیا بھلا اِسے کیا ضرورت تھی[9] تو سب نے روپیہ قبول کر لیا، سونے چاندی کو تو کوئی چھوڑ نہیں سکتا۔

اصل بات یہ ہے کہ حدیثوں میں جو آتا ہے کہ مسیح خزانے تقسیم کرے گا ایسے مسلمانوں کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں مسیح موعود اُن کے آگے قرآن کے خزانے رکھے گا مگر وہ اُسے اُٹھا اُٹھا کر پھینک دیں گے اور قبول نہیں کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم تیری اولاد میں سے ایک روحانی بیٹا پیدا کریں گے جو علومِ روحانی میں بڑی برکت والا ہوگا۔ وہ ان روحانی خزانوں کو دنیا کے چاروں طرف تقسیم کرے گا مگر بدقسمت لوگ اِن خزانوں کو ردّ کر دیں گے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ[10] جب کسی کو خیر ملے تو وہ بہت قربانیاں کرے اور بہت عبادت بجالائے۔ تم میں سے کئی ہوں گی جن کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ ہماری بھی کیا قسمت

ہے۔ ہماری اولاد نہیں ہے یا ہماری جائداد نہیں ہے یا ہمارے خاوند کا رُتبہ بڑا نہیں ہے یا ہمارے پاس دنیا کے علوم نہیں مگر تم کو وہ چیز ملی ہے جو دنیا کے بادشاہوں کو نہیں ملی۔ سینکڑوں بادشاہ اِس خزانے سے محروم ہیں۔ اُن کی اولادیں، اُن کے رشتہ دار، اُن کی عزتیں سب کی سب اِس دنیا میں موت سے پہلے ختم ہو جائیں گی۔ فرشتے آئیں گے تو اُنہیں کوڑے لگائیں گے کہ نکالو اپنی جانیں۔ وہ لوگ اِسی دنیا میں اپنی چیزیں چھوڑ کر چلے جائیں گے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو چیز تم کو ملی وہ آخرت میں بھی تمہارے ساتھ جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے عزت کے وہ خزانے تمہیں دیئے ہیں کہ جو کبھی ختم نہ ہوں گے۔ وہ لوگ جو سردار کہلاتے ہیں، آقا کہلاتے ہیں، حاکم کہلاتے ہیں دوزخ میں ہاتھ پھیلا پھیلا کر کہیں گے کہ ہمیں ایک قطرہ پانی دے دو مگر مؤمن کہیں گے ہمیں خدا نے اجازت نہیں دی۔

پس ہر وہ شخص جس کو خدا کی طرف سے خیر کثیر ملی ہے اُس کا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت میں مصروف رہے۔ وَانْحَرْ اور زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے والا ہو۔ خدا نے تم کو خیرِ کثیر دی ہے جس کے مقابلہ کی دنیا میں اور کوئی چیز نہیں۔

دو چیزیں ہیں جن کا خدا تعالیٰ مطالبہ کرتا ہے نماز سے اُس کا شکریہ ادا کرو یعنی قدر دان اور شکر گزار بنو اور پھر وہ انسان جن کو اِس خیرِ کثیر سے حصہ نہیں ملا اُن کو دینے کی کوشش کرو۔ بنی نوعِ انسان کی اصلاح کی کوشش کرو۔ اُن کی حالت کو سُدھارنے کے لئے اپنے اُوپر مشقّتیں برداشت کرو۔ جو شخص دین کی خدمت کرتا ہے وہ مال دار ہے۔ اُسی کے پاس سونا ہے، اُسی کے پاس چاندی ہے جس کے پاس یہ نہیں وہ کنگال اور بھوکا ہے۔ وہ ایک لمبا عذاب مرنے کے بعد اُٹھانے والا ہے۔

پس تم اپنی زندگی میں ایک تبدیلی پیدا کرو۔ عورتیں نماز میں بہت سُستی کرتی ہیں۔ عبادت تو خدا اور بندے کے درمیان تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ تم اپنے خاوندوں کے متعلق شکایت کرتی ہو کہ وہ باہر رہتے ہیں باتیں کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ مگر خدا خود کہتا ہے کہ آؤ میرے ساتھ باتیں کرو۔ وہ محسن اور حسین ہے۔ کیا تمہارا خاوند اتنی محبت کر سکتا ہے جتنی کہ خدا کرنے والا ہے؟ جس مؤمن کو کوثر مل جائے اور اُس کے احکام پر عمل کرنے کا اُسے موقع مل

جائے اس سے بڑھ کر اور کون خوش قسمت ہوسکتا ہے۔

پھر فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ [۱۱]۔ اے محمد! رسول اللہ ﷺ اِس خیرِ کثیر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیرا دشمن جو تیرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔

جب تم اِس مقام پر پہنچ جاؤ تو پھر تمہیں دشمن کی کوئی پروا نہیں ہوسکتی تم کامیاب ہو جاؤ گی تمہارے دشمنوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی اور سب لوگ تمہارے مقابلے میں شکست کھا جائیں گے۔ کوثر والا مؤمن بڑی شان والا ہوگا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہو جائے گا۔ اُس کا ہر دشمن ذلیل و خوار ہوگا۔

رسولِ کریم ﷺ کو ایک دفعہ گرفتار کرنے کے لئے ایران کے بادشاہ نے سپاہی بھیجے۔ قاصدوں نے کہا کہ آپ کو ایران کے بادشاہ نے بُلایا ہے۔ آپ چُپ چاپ ہمارے ساتھ چلیں۔ آپ نے فرمایا تین دن کے بعد جواب دوں گا۔ آپ تین دن دعا میں لگے رہے۔ تین دن کے بعد فرمایا جاؤ! اپنے بادشاہ سے کہہ دو میرے خدا نے تمہارے خدا کو ماردیا۔[۱۲] وہی دن تھا اور وہی تاریخ کہ اس بادشاہ کے بیٹے نے اپنے باپ کے ظلموں کی وجہ سے اسے قتل کردیا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تجھ کو خیر کثیر دی ہے۔ اگر تم دنیا میں نیکی کرو گے، عبادت کرو گے تو میں تمہارا محافظ ہوں گا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گا اور نگران ہوں گا۔ تم ہمیشہ کامیاب ہو گے جو تمہاری بُرائی چاہے گا میں اس کی جڑیں کاٹ کر پھینک دوں گا۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے مردوں اور عورتوں کو اس خیر کثیر سے حصہ دے۔ دنیا کی بہتری کیلئے قربانیاں کرنے کی توفیق دے اور دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

(از مصباح جنوری ۱۹۴۴ء)

---

۱ بخاری کتاب المغازی باب اِذْهَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ (الخ)

۲ الکوثر: ۲

۳ اقرب الموارد الجزء الثانی صفحہ ۱۰۶۸ مطبوعہ بیروت ۱۸۸۹ء

۴ سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ

۵۔ سیرت ابن هشام جلد۲ صفحہ۲۱۴ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ

۶۔ اسد الغابة جلد۴ صفحہ۲۶۲ مطبوعہ ریاض ۱۲۸۶ھ

۷۔ البقرة: ۹

۸۔ بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم (الخ)

۹۔ بخاری کتاب الزکوة باب اذاتصدق علی غنی وھو لایعلمهٗ

۱۰۔ الکوثر: ۳ ۱۱۔ الکوثر: ۴

۱۲۔ تاریخ طبری الجزء الثانی صفحہ۲۴۷ تا ۲۴۹ دارالفکر بیروت لبنان ۱۹۸۷ء